سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

مباحثات

پنجشنبہ - ۱۸ جولائی ۱۹۷۴ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱	تلاوت کلام پاک و ترجمہ	۱
۲	تحاریک التوائے کار	
	(۱) مس فضیلہ عالیانی :- ڈی سی نوشکی کے خلاف شکایت	۲
	(۲) میر شاہنواز خان شاہیانی :- نہر کیر تھر میں حکومت سندھ کا کم پانی دینا۔	۴
۳	چھٹی کی درخواستیں :-	
	(۱) میر گل خان نصیر	۷
	(۲) میر چاکر خان	۷
۴	قرار داد :-	
	خان محمود خان اچکزئی :- کانوں کا حکومت کی تحویل میں لیا جانا۔	۸

جلد ہشتم — شمارہ بیست و ششم (۲۶)

ممبران جنہوں نے اجلاس میں شرکت کی

۱ ۔ میر جام غلام قادر خان
۲ ۔ نواب غوث بخش رئیسانی
۳ ۔ میر یوسف علی خان مگسی
۴ ۔ میاں سیف اللہ خان پراچہ
۵ ۔ مولانا صالح محمد
۶ ۔ مولانا میاں محمد حسن شاہ
۷ ۔ میر صابر علی بلوچ
۸ ۔ میر شاہنواز خان شاہیانی
۹ ۔ خان محمود خان اچکزئی ۔
۱۰ ۔ نواب زادہ تیمور شاہ جوگیزئی
۱۱ ۔ سردار انور جان کھیتران
۱۲ ۔ مس تفضیلہ عالیانی
۱۳ ۔ میر قادر بخش بلوچ

۱۸ جولائی ۱۹۷۲ء بروز پنجشنبہ اسمبلی کا اجلاس بوقت دس بجے صبح زیر صدارت سردار محمد خان باروزئی اسپیکر صوبائی اسمبلی منعقد ہوا۔

تلاوت کلام پاک و ترجمہ از قاری افتخار احمد کاظمی

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ ـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُودٌ
هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ
بِاللّٰهِ الْغَرُورُ ۝ إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ
وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌۢ بِأَيِّ أَرْضٍ
تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (س ۳۱ = آیات ۳۳-۳۴)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيمُ ۝

یہ آیات کریمہ جو تلاوت کی گئی ہیں، اکیسویں پارہ کے تیرھویں رکوع کی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔
ترجمہ:۔ میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود کے شر سے۔ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔
اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، اور اس دن کا خوف رکھو جب نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ بدلہ ہو سکے گا، اور نہ بیٹا ہی اپنے باپ کی طرف سے کوئی بدلہ بن سکے گا۔ یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے، سو دنیوی زندگی تمہیں کہیں دھوکہ میں نہ ڈالے، اور نہ کہیں وہ بڑا فریبی تمہیں اللہ کے باب میں دھوکہ میں رکھے۔ بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے، اور وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے رحموں میں کیا ہے۔ اور کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ وہ کل کیا عمل کریگا، اور نہ کوئی یہ جان سکتا ہے کہ وہ کس سرزمین میں مریگا، بیشک اللہ ہی علم والا ہے۔ خبر رکھنے والا ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ۝

مسٹر اسپیکر۔ آج چونکہ سوالات نہیں ہیں ہم تحریک التواء لیں گے۔ پہلی تحریک التواء مس فضیلہ عالیانی کی ہے۔

مس فضیلہ عالیانی۔ جناب والا میں ایک اہم اور فوری معاملہ جو پبلک اہمیت کا حامل ہے پر بحث کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی کے التواء کی تحریک پیش کرتی ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ نوشکی سے حاجی خوشحال بادینی، عزیز احمد مینگل، شادی خان اور بشیر احمد نے اپنے خط میں جو مجھے ١٦ جولائی ٩٤ء کو بعد از دوپہر کو ملا شکایت کی ہے کہ ڈی سی نوشکی کے رویہ سے لوگ انتہائی تنگ آگئے ہیں۔ اور ڈی سی کے خلاف عام نفرت اور بے چینی پائی جاتی ہے۔

جناب والا! میں اپنی تحریک التواء کے حق میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جو خط ہمیں آئے دن مل رہے ہیں اور حزب اقتدار میں بھی ایسے ارکان بیٹھے ہوئے ہیں جنکو نوشکی کے عوام کی طرف سے زیادہ خطوط مل رہے ہیں۔ نوشکی کے ڈی۔سی صاحب جس طریقے سے لوگوں کے ساتھ سلوک کر رہے ہیں اور جس طرح اس سے لوگوں میں بے چینی پائی جاتی ہے حکومت کا اس میں ہاتھ ہے۔ نوشکی میں نیپ کے حامیوں پر ظلم کئے جا رہے ہیں۔ اگر نیپ کے حامیوں کو اس طریقے سے تنگ کیا جائے تو بتائیں کہ نوشکی کے باشندے اپنے لیئے کیا طریقہ استعمال کریں نوشکی کے باشندے بے حد پریشان ہیں اب جو ڈی سی وہاں مقرر کیا گیا ہے۔

قائد ایوان۔ (جام میر غلام قادر خان) پوائنٹ آف آرڈر۔ فاضل ممبر صاحبہ تقریر فرما رہی ہیں۔

مس فضیلہ عالیانی۔ جی نہیں۔ میں وضاحت کر رہی ہوں کہ نوشکی کے عوام میں بے چینی پائی جاتی ہے حکومت کا فرض ہے کہ عوام کی بے چینی کو دور کرے۔ ہمیں جو خطوط مل رہے ہیں اس کے لئے ہمارے کئی ساتھی میرے گواہ ہیں کہ وہاں ڈی سی نوشکی لوگوں کو تنگ کر رہا ہے۔ خاص طور پر نیپ کے کارکنوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ ان کے بل پاس نہیں کیئے جاتے۔ میں نے پرسوں بھی کہا تھا کہ حکومت اس سلسلے میں ناکام رہی ہے۔

قائد ایوان۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! فاضل ممبر اپنی تحریک سے باہر جا رہی ہیں۔

صرف اپنی تحریک پر بات کریں۔ وہ خواہ مخواہ تقریر نہ کریں۔

مس فضیلہ عالیانی۔ جناب والا میں ڈی سی کے متعلق بات کر رہی ہوں کہ ڈی سی کے رویہ سے لوگوں میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ جو واقعات ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں صرف ڈی سی صاحب اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ اس میں تو اسکا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ جو کچھ آپ کہہ رہی ہیں۔

مس فضیلہ عالیانی۔ جناب والا! اگر آپ کہیں تو میں آپ کو خط پڑھ کر سناؤں۔

مسٹر اسپیکر۔ اس وقت خط نہیں پڑھا جا سکتا۔

مس فضیلہ عالیانی۔ جناب والا وہاں کے لوگ تنگ آچکے ہیں۔

قائد ایوان۔ جناب والا میں اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں اسکی وجہ یہ ہے کہ جس خط کا انہوں نے ذکر کیا ہے یہ جعلی بھی ہو سکتا ہے اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ خط جعلی نہیں ہے۔

مس فضیلہ عالیانی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا یہ جعلی خط نہیں ہے معزز ممبر صاحب مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔ اس میں باقاعدہ نام درج ہیں۔

قائد ایوان۔ جناب والا! فرضی نام تو ہر ایک لکھ سکتا ہے۔

مس فضیلہ عالیانی۔ جناب والا! جن لوگوں کا میں نے ذکر کیا ہے وہ لوگ موجود ہیں ان سے رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

قائد ایوان۔ جناب والا! اگر انکا ارادہ اس قسم کی تحریک پیش کرنے کا ہوتا تو وہ اسمبلی کی پہلی

نشست میں اس قسم کی تحریک پیش کرتیں۔ جبکہ انہوں نے کہا ہے کہ انکو یہ خط ۱۶ جولائی کو ملا ہے اور ۱۸ جولائی کو انہوں نے تحریک التواء کا نوٹس دیا ہے یہ خلاف ضابطہ ہے لہذا میں اسکی مخالفت کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ اسکو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

مسٹر اسپیکر۔ چونکہ یہ تحریک مبہم ہے اسلئے اسکو خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔
ایک دوسری تحریک التواء میر شاہنواز خان شاہلیانی کیطرف سے ہے۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی۔ میں ایک واضح اور فوری اہمیت کے حامل مسئلہ پر بحث کی غرض سے اسمبلی کی کارروائی کے التواء کرنے کی تحریک پیش کرتا ہوں۔
مسئلہ یہ ہے کہ نصیر آباد میں اس وقت کیرتھر نہر اور پٹ فیڈر میں سندھ گورنمنٹ بہت کم پانی دے رہی ہے۔ جس سے علاقے کے لوگوں میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے علاقہ غیر آباد ہو جائیگا۔
جناب والا! اگر کہیں تو اس پر کچھ عرض کروں۔

مسٹر اسپیکر۔ ہاں لیکن اسی پر محدود رہیں۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی۔ جناب والا کوشش تو یہی کرونگا اگر ہل گیا تو جام صاحب ٹھیک کردیں گے یا آپ۔ جناب والا! میری تحریک التواء کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت نصیر آباد کا علاقہ بشمول پٹ فیڈر میں پانی کی کمی ہے۔ جس سے لوگ بہت پریشان اور مایوس ہیں جس کو دیکھ کر مجھے بحیثیت ان کے نمائندہ کے دکھ ہوا بلکہ رونا آیا چونکہ خریف کی فصل اس سال آدھی ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں جب حکومت کے پاس آئے تو حکومت کی بے بسی پر مجھے اور زیادہ رونا آیا۔ بمثال ایک مولوی صاحب کے جس کو لوگ نکاح پڑھانے کے لئے لے گئے مولوی صاحب نے دلہن سے اجازت چاہی لیکن دلہن رونے لگی اسکے بعد مولوی صاحب نے دلہا کی طرف دیکھا وہ بھی رونے لگا تو یہ دیکھ کر مولوی صاحب بھی

رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا کم بخت تجھے تو روٹی اچھی ملی ہے پیسے ملے ہیں تو کیوں روتا ہے تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں اسلئے رو رہا ہوں کہ یہ گھر کیسے چلے گا؟

مسٹر اسپیکر۔ آپ کو اس تحریک پر بولنا ہے کہ اس معاملہ کی وجوہات کیا ہیں یہ آپ کس چیز پہ بول رہے ہیں۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی۔ جناب پھر میں واپس آتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ اس پہ ہمیں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ تاکہ ہمیں جو تکالیف ہیں لوگوں کو جو مایوسی ہے جس چیز پہ مجھے ایک دفعہ رونا آیا تاکہ اس پہ میں اچھی طرح وضاحت کر سکوں۔

قائد ایوان۔ جناب والا! میرے معزز رکن نے اپنی تحریک میں جن تکالیف کا ذکر کیا ہے اُن کے بارے میں عرض ہے کہ ہم نے حکومت سندھ سے اس کے متعلق بات کی ہے۔ صوبہ سندھ جس کے ساتھ ہمارا پانی مشترک ہے۔ کے وزیر یہاں آئے ہوئے ہیں اُن کے ساتھ ہماری بات چیت ہوئی ہے ہم اس مسئلہ پر اُن سے گفتگو کر رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ ہم کوئی تصفیہ کر لیں گے میں یہ کہونگا کہ معزز رکن کو تسلی رکھنی چاہیئے کہ جتنا بھی ہمارے پانی کا حصہ ہوگا ہم حاصل کر لیں گے۔ اور معزز رکن کے علاقے کی تکالیف رفع ہو جائیں گی اور جو پانی کا تنازعہ یا مطالبہ ہے ہم پورا کر لیں گے۔

مسٹر اسپیکر۔ آپ اس تحریک التواء کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

قائد ایوان۔ میں اُن سے درخواست کرتا ہوں کہ اسپر وہ زور نہ دیں۔

مسٹر اسپیکر۔ جام صاحب کیا درخواست کی ضرورت رہ گئی ہے؟ کیا اس میں اس قسم کی کوئی گنجائش ہے؟

قائدِ ایوان۔ جناب والا میں نے عرض کر دیا ہے میں نے اسکی تفصیل بتا دی ہے مجھے امید ہے اسکے بعد معزز رکن اس تحریک پر زور نہ دیں گے۔

مسٹر اسپیکر۔ جام صاحب آپ نے انکو تو سمجھا دیا لیکن میں کیا سمجھوں مجھے سمجھا دیں کہ آپ نے تحریک کا کیا کیا ہے۔

قائدِ ایوان۔ جناب والا۔ معزز رکن چاہتے ہیں اس پر مزید بحث ہو۔

مسٹر اسپیکر۔ میں یہ چیز تو بعد میں پوچھونگا کوئی چیز میری سمجھ میں آجائے تو۔

قائدِ ایوان۔ جناب والا! حکومت اس مسئلہ سے غافل نہیں ہے ہم اس مسئلہ کو بھی حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مسٹر اسپیکر۔ جام صاحب آپ اس تحریک پر اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ اور پوری تفصیل سے انہیں بتائیں۔ کوئی چیز تو مخالفت میں یا موافقت میں بولیں۔

قائدِ ایوان۔ جو تحریک پیش کی گئی ہے میں اسکی حمایت کرتا ہوں ٹھیک ہے انکی تکالیف کا ازالہ ہو چکا ہے۔

مسٹر اسپیکر۔ ازالہ ہو چکا ہے۔

قائدِ ایوان۔ جی ہاں کچھ ہو چکا ہے اور کچھ ہو جائیگا۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی۔ جناب والا! وزیراعلیٰ صاحب کی اس یقین دہانی پر مجھے

یقین ہے لیکن جناب والا شریعت کا حکم ہے کہ جو بھی وعدہ ہو اس پر گواہ ہوتے ہیں اسلئے میں آپکے توسط سے اس ایوان کو گواہ کرتا ہوں ماسوائے ان پانچ وزیروں کے باقی سب گواہ ہیں۔ (تالیاں)

مسٹر اسپیکر۔ یعنی آپ اپنی تحریک پر زور نہیں دیتے۔

آپ سیکرٹری صاحب چھٹی کی درخواستیں پیش کریں گے ۔

سیکریٹری ۔ (سید محمد اطہر) میر گل خان نصیر مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۷۴ء

"It is submitted that as the applicant is in jail, hence is unable to attend the Assembly Session starting from 15th instant.

It is therefore prayed that the application for leave for this session may be granted".

مسٹر اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے ۔ جو اس کے حق میں ہیں ہاں کہیں ۔

(آوازیں ہاں)

جو اس کے خلاف ہوں نا کہیں ۔

رخصت منظور کی جاتی ہے ۔

سیکریٹری ۔ میر چاکر خان مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۷۴ء

میں بوجہ علالت اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں گزارش ہے تا اختتام اجلاس رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے ۔

(آپس میں باتیں۔)

مسٹر اسپیکر۔ آپس کے مشورے افسوس ناک ہیں میں نے کہا ہے جو اسکے حق میں ہیں ہاں کہیں۔

(آوازیں - ہاں)

جو اس کے خلاف ہوں نہ کہیں۔

(آوازیں - نہیں)

اکثریت ہاں کہنے والوں کے حق میں ہے رخصت منظور کی جاتی ہے۔

اَب قرار دادیں ہونگی - رکن متعلقہ اپنی قرار داد پیش کرے۔

قراردادیں

کانوں کا حکومت کی تحویل میں لیا جانا

مسٹر محمود خان اچکزئی میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ صوبہ بلوچستان کی کمزور معیشت کے پیش نظر یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام کانوں کو حکومت اپنی تحویل میں لے لے۔

وزیر صحت۔ (مولوی محمد حسن شاہ) میں اسکی مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر محمود خان اچکزئی۔ جناب والا! میری اس قرار داد کا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں کسی خاص فرد کا مخالف ہوں اور نہ میں کسی خاص فرد کی مخالفت کے لئے لایا ہوں اسکا صاف واضح مقصد یہ ہے کہ صوبہ بلوچستان ایک بہت غریب صوبہ ہے اور اس کے ذرائع آمدنی کم ہیں۔ میں نے یہ قرار داد پیش کی تھی مجھے یقین تھا کہ میرے دوست ساتھی جو بہت لمبی چوڑی تقریریں کرتے ہیں وہ اس قرارداد کی حمایت کریں گے اور اسکو بغیر مخالفت پاس کریں گے۔ جناب والا۔ آج کے دور میں کان کنی قومی معیشت میں ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اور بلوچستان

میں مائنز تو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ لیکن بڑا افسوس ہوتا ہے کہ بلوچستان قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود کوئلہ، سنگ مرمر، اور گندھک ہونے کے باوجود دوسروں کا محتاج ہے اسے پیسہ دوسروں سے مانگنا پڑتا ہے۔ اسکی صرف وجہ یہ ہے کہ اسکی کانوں اور قدرتی وسائل پر چند لوگوں کا قبضہ ہے اور انہوں نے اس پر قبضہ کر رکھا ہے۔ ایک مثال ہے کہ بیکار کے لئے پوری روٹی اور جو کام کرے اسے آدھی روٹی۔ ہمارے لوگ ہمارے غریب مزدور صوبہ بلوچستان میں صبح سویرے پراچہ صاحب کے کانوں میں گھس جاتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ (میاں سیف اللہ خان پراچہ) بھائی میرا نام نہ لو میرا کانوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

مسٹر محمود خان اچکزئی۔ اور وہ کانوں میں ۸ گھنٹے تک کام کرتے رہتے ہیں۔ انکو اس کا معاوضہ صرف دو وقت کی روٹی کے سوا کچھ نہیں ملتا ہے اور اسکے برعکس جو مائین اونر ہیں ایک منٹ بھی کام نہیں کرتے ان کے پاس لمبی لمبی کاریں ہیں۔ بلوچستان میں ساری کانوں کا سرمایہ انکے پاس چلا جاتا ہے۔

جناب والا! بلوچستان میں کوئلہ دس لاکھ ٹن نکلتا ہے اور حکومت کو کوئلہ کی آمدنی سے صرف چار روپے فی ٹن رائلٹی ملتی ہے باقی آمدنی کانوں کے مالکوں کے ہاتھ چلی جاتی ہے۔ جو اس صوبہ بلوچستان کے ساتھ انتہائی ظلم ہے جو لوگ کانوں پر قابض ہیں مالک ہیں انکا اپنا طریقہ کار ہے اور وہ اپنے طور پر اور اپنے طریقہ سے کانوں کو چلاتے ہیں اور مزدور کو کم سے کم معاوضہ دیا جاتا ہے اور تاکہ مالکان کان اپنا سرمایہ بڑھا سکیں۔ مزدور کے لئے ضروریات زندگی مکان تعلیم اور انکی کسی ضرورت کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ کانوں کے مالکوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ مختلف طریقوں سے زیادہ سے زیادہ سرمایہ بڑھا سکیں۔ وہ گورنمنٹ کا ٹیکس رائلٹی مختلف طریقوں سے کوشش کرتے ہیں کہ اسے کم دیں اور وہ مختلف طریقوں سے لے جاتے ہیں اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غریب مزدور طبقہ جسکی اکثریت ہے وہ ان کے بچے تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔ نتیجہ صاف واضح ہے کہ ہم ہونہار اور تعلیم یافتہ لوگ حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں اور ابھی تک محروم رہے ہیں۔ اور اس وقت تک رہیں گے جب اس مزدور طبقہ کے بچوں کی تعلیم کی سہولتیں اور انہیں حصہ نہیں دیا جاتا۔ اور کان مالکان کا دوسرا حربہ یہ ہوتا ہے کہ اس نظام پر اپنے

پیسہ سے دھاندلی اور رشوت کے بل بوتے پر قبضہ جمائے رکھیں۔ وہ اس بل بوتے پر صوبہ کے نمائندے بن جاتے ہیں۔ ہمارے اس صوبے میں بہت سے ایسے لوگ ہیں۔ جن میں سوائے اس خوبی کے کہ وہ کان مالکان ہیں کوئی اور خوبی نہیں ہے۔ لیکن وہ پھر بھی عوامی نمائندے سمجھے جاتے ہیں اور وہ عوام کے نمائندے اس وجہ سے بن گئے ہیں کہ وہ دولت مند ہیں۔ ان میں نہ تعلیمی قابلیت ہے۔ نہ سیاسی سوجھ بوجھ ہے نہ کہنے سننے کی صلاحیت ہے صرف ایک خوبی ہے اور وہ یہ کہ وہ مائن اونرز ہیں۔ اسلئے وہ عوام کے نمائندے بن جاتے ہیں۔ ان کے رشتہ دار، دوست، احباب جو سماجی برائیاں پیدا کرتے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہیں۔ میری گذارش ہوگی بلکہ مطالبہ ہوگا کہ بلوچستان کی غربت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس صوبے کی قدرتی کانوں کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے۔ اور ان کے مالکوں کو جو کہ ان کے اصل مالک ہیں یعنی مزدور اور کان کن کے سپرد کر دیا جائے۔ ان کے یونین بنائی جائے جو منتخب یونین ہو اور خاص مدت کے لئے ہو تاکہ وہ اپنے بچوں اور ان کے مستقبل کے لئے کچھ کر سکیں پتہ نہیں ہمارے دوست اسکی مخالفت کیوں کرتے ہیں اور پتہ نہیں یہ دنیا کی کس کتاب میں لکھا ہے ایک مزدور کا بچہ مزدور ہوگا۔ ایک غریب کا بچہ غریب ہوگا۔ ایک مزدور کی ماہانہ تنخواہ ۳۰۰ روپے ماہوار ہو۔ اس رقم میں نہ وہ اپنا پیٹ پال سکتا ہے نہ اپنے کنبہ کے اخراجات پورے کر سکتا ہے تو ظاہر ہے کہ اسکا بچہ بھی کان کن ہی ہوگا۔ اسکے بچے تعلیم حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ صوبہ غریب سے غریب تر ہوتا چلا جائے گا۔ اور اسکی دولت صرف چند ہاتھوں میں محدود ہو کر رہ جائے گی۔ میری گذارش ہے کہ اس صوبہ کو غربت سے بچانے کے لئے اس صوبے کے قدرتی وسائل کو بروئے کار لایا جائے اور حکومت اس میں مزدور کو بھی حصہ دے۔

میر صابر علی بلوچ۔ جناب اسپیکر میں مسٹر محمود خان کی اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں کیونکہ یہ ہماری پارٹی کا منشور ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی نے اقتدار سنبھالتے ہی ملک کی تمام کھادی صنعتوں کو قومی ملکیت میں لے لیا۔ ہمارے چیئرمین نے جو وعدے اس ملک کے غریب عوام سے کئے تھے انہوں نے اپنی پوری کوشش کی کہ وہ اپنے وعدے پورے کریں۔ لیکن ملک میں کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے کہ وہ اپنے تمام وعدوں کو پورا نہیں کر سکے۔ لیکن اپنے وعدہ کا اکثر بلکہ زیادہ تر حصہ پورا کر دیا ہے اور اب

بھی اس کوشش میں ہیں کہ اس ملک کے غریب عوام کی زندگی میں کچھ اور تبدیلیاں لائیں ۔

جناب والا ! قدرت نے بلوچستان میں کافی ذرائع پیدا کئے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس نعمتوں سے یہاں کے غریب عوام محروم ہیں۔ اور کچھ اجارہ داروں نے قدرت کی ان نعمتوں پر قبضہ کرلیا ہے ۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ غریب مزدور جو اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر ماربل پیدا کرتا ہے۔ لیکن دوسرے لوگ جو کراچی اور اٹلی میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ سنگ مرمر کے محلات میں رہتے ہیں ۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ صوبے کے چند لوگوں نے اپنے ہاتھوں لے رکھا ہے تو میں کس طرح اس کی حمایت کرسکتا ہوں ۔ ہرگز اس کی حمایت نہیں کرسکتا ہوں کیونکہ یہ میرے چیرمین اور پارٹی کے اصولوں کے خلاف ہے ۔ میرے پارٹی کے منشور میں ہے کہ یہاں کی دولت یہاں کے غریب کسانوں اور مزدوروں کی ہے ۔ تو جناب والا ! میں حکومت سے استدعا کرتا ہوں کہ تمام کانوں کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے ۔ تاکہ یہاں کے عوام کو انکا حصہ مل سکے ۔

وزیر صحت ۔ (مولوی حسن شاہ) محمود خان جو قرارداد پیش کی ہے میں نے اسکی مخالفت کی ہے کیونکہ یہ عقل اور شرعی قانون دونوں کے خلاف ہے ۔ عقل کے خلاف اسلئے ہے کہ یہ ابھی بچے ہیں جو کچھ دماغ میں آیا کہہ دیا۔ یہ صحیح ہے کہ ہمارے دوست تعلیم یافتہ ہیں لیکن عملی تجربہ کچھ بھی نہیں ہے ۔ آپ ذرا پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی پر ایک نظر ڈالیں وہ بھی تو سرکاری تحویل میں ہے ۔ آیا اسمیں ہزاروں روپے کا خسارہ نہیں ہورہا ہے ۔ اگر ان باقی ماندہ کانوں کو بھی سرکاری تحویل میں لے لیا جائے تو چند لوگوں کو فائدہ پہنچے گا ۔ آفیسر صاحبان اپنے بنگلے بنائیں گے ۔ اور خورد برد شروع ہوجائیگی ۔ اور اگر ان کانوں کو سرکاری تحویل میں لے لیا جائے تو نہ عوام کو کوئی فائدہ پہنچے گا اور نہ ہی حکومت کو کوئی فائدہ ہوگا ۔ اس لئے یہ قرارداد صحیح نہیں ہے ۔ اگر یہ کانیں خوش اسلوبی سے کام کرتی رہیں تو اسطرح حکومت کو بھی فائدہ پہنچے گا ۔ اور عوام کو بھی ۔ دوسری صورت میں حکومت اور عوام دونوں کو نقصان ہوگا ۔ جیسا کہ پہلے بجلی گھر کا نظام عوام کے ہاتھ میں تھا تو صحیح طرح سے چل رہا تھا ۔ لیکن جب سے واپڈا کے ہاتھوں میں اسکا نظام آیا ہے ۔ ناکارہ ہوکر رہ گیا ہے ۔ لوگوں کو بل اور دیگر قسم کی ہزاروں شکایتیں ہیں ۔ اسی طرح اگر کانوں کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے تو یہی صورت حال پیدا ہوسکتی ہے ۔ اور اس سے حکومت کو کوئی فائدہ بھی نہیں ہوگا ۔

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ شرع کے کس طرح منافی ہے ۔ بخاری شریف میں حدیث نبوی علیہ السلام

ہے کہ اگر کوئی شخص کنواں کھودے اور اس گر کر مرجائے یا کوئی کان کھودے اور اس میں دب کر مرجائے تو حکومت اس کی ذمہ دار نہیں ہوسکتی البتہ اسکی آمدنی کا پانچواں حصہ حکومت کو واجب الادا ہے یہی شریعت کا حکم ہے۔ بخاری شریف میں اور تمام اسلامی کتابوں میں لکھا ہے کہ غیر آباد زمین کو جس شخص نے آباد کیا وہ اس کا مالک تصور کیا جائے گا۔ یہ سب علماء دین کا فیصلہ ہے۔ اسلئے کان مالکان بھی کان کا مالک ہوگا۔ اس لحاظ سے قومی ملکیت میں لینا اسلامی نقطۂ نگاہ سے غلط ہے۔ جو حق شرعاً بنتا ہے وہ وصول کرو۔ شرع کے مطابق عمل کرو۔ غیر شرعی کام کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

میر قادر بخش بلوچ۔ جناب والا! ہماری پارٹی کا یہ منشور ہے کہ جتنے بھی بڑے بڑے ادارے پاکستان میں ہیں پرائیویٹ سکٹر میں ہیں انہیں پبلک سکٹر میں آنا چاہیئے کیونکہ ملک میں سرمایہ دار اس نظام کو ختم کیا جارہا ہے۔ پھر بھی کچھ سرمایہ دار بہت زیادہ آگے آرہے ہیں۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ یہاں کے غریب عوام کو ترقی دینے کے لئے صوبے کی خوشحالی کے لئے کوئٹہ اور ماربل کی کانیں قومی تحویل میں لے لی جائیں۔ یہی ہماری پارٹی کا منشور ہے اگر ہم اس بجٹ پر نظر ڈالیں تو معلوم یہ ہوگا کہ اکثر حصہ سنٹر کی امداد پر منحصر ہے اور جب تک ہم اس پر تکیہ رکھیں گے کوئٹہ اور ماربل کی آمدنی کو نظر انداز کرتے رہیں گے۔ ہم بھیک مانگتے رہیں گے۔ پیپلز پارٹی کا یہ منشور ہے اور ہم نے یہ وعدہ کیا ہے کہ ان بڑے کاروباری لوگوں کو آہستہ آہستہ ختم کیا جائے گا۔ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ہماری فیڈرل گورنمنٹ نے کئی بڑی صنعتوں کو قومی تحویل میں لے لیا اور مجھے یقین ہے کہ اس طرح ہماری حکومت بھی اس پر توجہ دے گی۔ اور جتنی جلدی ہوسکے کوئٹہ اور ماربل کو قومی تحویل میں لے لیا جائے۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ ساتھ ہی میں یہ بھی کہونگا کہ بلوچستان کی بدولت چند سرمایہ داروں کے ہاتھ سے نکل کر عوام کے کام آنی چاہیئے۔ بڑے بڑے سرمایہ دار جو ہیں انکو آہستہ آہستہ ختم کیا جائے۔ سنٹرل گورنمنٹ نے کچھ انڈسٹریز کو قومی ملکیت میں لے لیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگلا مرحلہ کوئٹے اور ماربل کا ہوگا۔ جتنا جلد یہ کام ہوسکے یہ اتنا ہی اچھا ہوگا میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ چند سرمایہ داروں کے ہاتھ سے یہ سرمایہ نکل کر غریب عوام کے ہاتھ میں آنا چاہیئے میں نے سنا ہے کہ ایک سرمایہ دار کی ماہانہ آمدنی بیس لاکھ روپے

ہے۔

(آوازیں انکا نام لیں)

میر قادر بخش بلوچ۔ یہ وہ صاحب خود اچھی طرح جانتے ہیں اور جنکا تعلق ہے وہ خود جانتے ہیں سرمایہ دار بلوچستان کے پہاڑوں میں سے بلوچستان کے کانوں میں سے کوئلہ اور ماربل نکالتے ہیں اور انکو بیس لاکھ روپے ماہانہ آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس ایوان میں یہ کہونگا کہ اس کاروبار کو فوراً بند کیا جائے کیونکہ جب ایک عام آدمی کو پانچ، چھ روپے نہیں مل سکتے تو یہ کیوں اتنی دولت جمع کریں۔ میں سب ممبران سے گذارش کرونگا کہ اس قرارداد کی تائید کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی۔ (میاں سیف اللہ خان پراچہ) جناب اسپیکر اس قرارداد پر میں بھی اپنے خیالات پیش کرنا چاہتا ہوں سب سے پہلے میں عرض کروں کہ میں پاکستان پیپلز پارٹی کا ممبر ہوں اور پاکستان پیپلز پارٹی کے چیرمین کی بدولت یہاں پر بطور وزیر کام کر رہا ہوں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے جو مرکزی فیصلے ہونگے انکا میں بھی پابند ہوں کیونکہ اسکو میں نے تسلیم کیا ہے اور اس پارٹی میں شامل ہوا ہوں۔ اسکا ذکر میں نے اسلئے کیا ہے کہ جو غلط فہمیاں ہیں انکو دور کیا جائے۔ سب سے پہلے جناب والا میں اس معزز ایوان کی وفاقی حکومت کی پالیسی کے متعلق توجہ دلانا چاہتا ہوں وفاقی حکومت نے بڑی صنعتوں کو قومی ملکیت میں لیا جیسے کہ میرے معزز دوست نے کہا تیل، گھی، انشورنس اور بنکوں وغیرہ کو اسکے بعد یہ بیانات وفاقی حکومت کی طرف سے آتے رہے اور یقین دہانیاں کرائی گئیں کہ موجودہ قومی ملکیت کی جو پالیسی ہے اگلے الیکشن تک نہیں ہوگی۔ قومی ملکیت میں لینا ایک مرکزی مسئلہ ہے۔ اگر کانوں کو قومی ملکیت میں لینا ہے تو سارے پاکستان میں ایسا کرنا ہوگا۔

جناب اسپیکر۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں کانوں کے قومیانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ دوسری صنعتوں کے متعلق باقاعدہ ذکر کیا گیا ہے۔ یہ کہنا کہ ہمارے چیرمین اور ہمارے پاکستان پیپلز پارٹی کا یہ منشور ہے کہ ان کانوں کو قومی ملکیت میں لیا جائے۔ تو کم از کم مجھے نظر نہیں آیا میں نے پانچ، چھ دفعہ اس منشور کو پڑھا ہے۔ کل بھی پڑھتا رہا ہوں۔ اب میں عرض کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر آپکے

یاد ہوگا کہ ہمارے سابقہ گورنر نواب اکبر بگٹی صاحب نے یہاں پر تمام چیمبرز آف کامرس کو دعوت دی جب چیمبرز آف کامرس کے پریذیڈنٹ، سکریٹریز اور عہدیدار سب آئے کراچی، ملتان، لاہور، پشاور سب بڑے بڑے علاقوں سے آئے تو گورنر صاحب نے انہیں دعوت دی کہ آئیے اور پرائیویٹ سیکٹر میں اس غریب صوبے میں صنعتیں لگائیے۔ انہوں نے یہ کہا کہ پہلے آپ اپنی پالیسی واضح کریں کیا آپ اسلئے بلا رہے ہیں کہ کل آپ کا ایک ممبر قرارداد پیش کرے گا کہ اسکو قومی ملکیت میں لیا جائے۔ تو ہم نے بتایا کہ ہماری صوبائی حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ آئیے یہاں پیسہ لگائیے تاکہ ہمارے لوگوں کے لئے یہاں روزگار بن سکے اور ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں۔

میر صابر علی بلوچ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ براچہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم نے صنعتوں کو قومی ملکیت میں لیا ہے تو اس میں کچھ سرمایہ ہوتا ہے تو میں بھی کانوں کے متعلق کہا تھا کہ ......

مسٹر اسپیکر۔ دیکھئے یہ مداخلت ہے پوائنٹ آف آرڈر اس بارے میں ہوتا ہے کہ اسمبلی کے رولز میں سے کسی کے خلاف بات ہوئی ہو۔ پوائنٹ آف آرڈر رولز کی خلاف ورزی پہ اٹھایا جاتا ہے۔ مداخلت پہ نہیں۔ ایک آدمی بول رہا ہے آپ پوائنٹ آف آرڈر کہہ کر اسکی تقریر میں مداخلت نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ اس وقت یہ پوائنٹ اٹھایا گیا کہ صوبائی حکومت کی طرف سے یقین دہانی کرائی جائے کہ اس قسم کی کوئی چیز قومی ملکیت میں نہیں لی جائے گی۔ میری جہاں تک بھی مخالفت کی گئی ہے باتیں کی گئی ہیں۔ اس کے بارے میں عرض کروں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کمیونسٹ پارٹی نہیں ہے وہ اسلامی سوشلزم پر یقین رکھتی ہے اور اس سلسلے میں ہمارے چیئرمین صاحب کوئی کثر نہیں اٹھا رکھی بلکہ صاف صاف کہا ہے کہ ہم اسلامی نظام کو یقیناً رائج کریں گے۔

جناب والا! میرے معزز دوست محمود خان اچکزئی نے بہت ساری باتیں کہیں انکے متعلق

میں بعد میں کہونگا مگر اس سلسلے میں یہ مؤدبانہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تجربہ ہم نے کر لیا ہے۔ جب پی آئی ڈی سی ون یونٹ کے بعد بنائی گئی تھی اس وقت کانیں پی آئی ڈی سی نے لے لیں تھیں تو تو اس وقت دیکھنے میں آیا تھا کہ یہ قومی ملکیت کا تجربہ کا کیسا ہے۔ پی آئی ڈی سی نے کانیں چلاتی رہی۔ یہ میرے خیال میں ۱۹۵۸ء میں یا ۱۹۵۹ء میں قومی ملکیت میں لی گئیں مجھے صحیح تاریخ یاد نہیں ہے اسکے بعد انہوں نے سورینج کی کانیں لیں، شارگ کی کانیں لیں، ڈگاری کی کانیں لیں۔ ڈگاری کے منصوبے بنائے گئے۔ فوراً اسپیشلسٹ منگوائے گئے۔ مغربی جرمنی جو کان کنی میں ماہر ہیں وہاں سے ماہرین منگوائے گئے۔ اس کے علاوہ فرانس سے ماہرین منگوائے گئے اور کروڑوں روپے اس پر لگائے گئے بلکہ انہوں نے کہا کہ ۱۹۵۹ء تک ہماری پیداوار ایک لاکھ ٹن روزانہ ہوگی۔ اسکے پاس سینکڑوں کان کنی کے انجنیئر ہیں کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ پی آئی ڈی سی جیسے ادارے نے یہ کام نہیں کیا۔ کروڑوں روپے خرچ کئے ہیں۔ پہلے تو یہ معزز ایوان دیکھے کہ وہ ہمارا تجربہ کیسے رہا۔ اگر یہ خیال ہے کہ ہمارا صوبہ پی آئی ڈی سی اچھا چلالے گا۔ تو یہ ہماری غلط فہمی ہے کیونکہ ایسے ادارے کہ جس کو غیر ممالک کی امداد بھی ملتی ہیں انکے پاس ماہر انجنیئر ہیں جنکو ۲۶/۲۵ سال کا تجربہ ہے اگر وہ ادارہ نہیں چلا سکتا تو ہمارا صوبہ کیسے چلائے گا۔ پی آئی ڈی سی کو کروڑوں روپے کی امداد مل رہی ہے۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ کیا ہم اسے صحیح طریقہ سے چلا سکیں گے۔ اور کیا اسطرح سے ہم اپنی آمدنی بڑھا سکیں گے۔ اگر اسکو نیشنلائز بولئے نیشنلائز کرنا ہے تو میں اسکی مخالفت نہیں کرتا۔ اگر الفاظ یہ ہیں کہ صوبہ بلوچستان کی کمزور معیشت کے پیش نظر میں تو کہونگا کہ کمزور معیشت کو چھوڑ دو اپنے پیسے سے دینا پڑے گا۔ جیسا کہ پی آئی ڈی سی کر رہی ہے اور آپکا مقصد بھی حل نہ ہو سکے گا کہ ہمارا صوبہ اچھا چلائے گا۔ دوستوں نے کئی باتیں کیں۔ کہ ہمارا صوبہ بہت غریب ہے تو دوسری طرف ہم مالیہ زمین وغیرہ پوری طرح سے وصول نہیں کرتے ہیں اور کئی سہولتیں ہونے کے باوجود بھی دیگر کام صحیح نہیں ہوتے ہیں۔ حسد کا تو جواب نہیں ہے اگر سیب دس ہزار روپے فی ایکڑ آمدنی دیتے ہیں تو ہم حسد کریں اگر بلوچستان کی آمدنی بڑھانا ہے تو سب کو قومی ملکیت میں لینا چاہیئے۔ صرف حسد تو نہیں کرنا چاہیئے۔ پھر مائیز لیبر۔۔۔۔۔۔۔۔

مسٹر محمود خان اچکزئی۔ حسد غیر پارلیمانی لفظ ہے؟ ۔

مسٹر اسپیکر۔ نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا۔ جہاں تک کانوں میں مزدوروں کا تعلق ہے میں ان معزز ایوان کو بتلانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں کانوں کے مزدوروں کو اتنی سہولتیں حاصل ہیں کہ پاکستان کے کسی حصے میں اتنی سہولتیں حاصل نہیں ہیں۔ اور میں یہ چیز بس اس ایوان میں بتلا رہا ہوں۔ مثال کے طور پر مفت رہائش ہے۔ جلانے کے لئے مفت ایندھن ملتا ہے مفت بجلی اور پانی بھی مفت ملتا ہے۔ کیا آپ نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی صنعت اتنی سہولتیں مہیا کر رہی ہو میرے دوست کو پتہ نہیں یا وہ یہ بھول گئے ہیں کہ کوئلہ کی کانوں میں کام کرنے کے لئے مزدور تو سوات / دیر، فرنٹیئر سے آتے ہیں۔

(آوازیں وہ بھی پاکستانی ہیں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ پاکستان کا غم چھوڑ دو وہ مرکزی حکومت کے حوالے کرو۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ کوئلہ کی کانوں میں کام کرنے کے لئے مزدور دیر، سوات سے یہاں مزدوری کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اگر انکو اتنی سہولتیں نہ ملتی تو وہ کیسے آتے۔ یہ سب ہمارے بھائی ہیں۔ انکو پاکستان کے دیگر حصوں میں بھی مزدوری مل سکتی ہے انکو پنجاب، لائلپور، اور فرنٹیئر میں بھی صنعتیں ہیں وہاں انکو مزدوری مل سکتی ہے۔ مگر وہ ہر جگہ چھوڑ کر یہاں کیوں آتے ہیں وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل کا سفر کرتے آتے ہیں۔ کیا وجہ ہے وجہ یہ کہ انکو یہاں پر بہت سہولیات ملتی ہیں۔

علاوہ اسکے پاکستان پیپلز پارٹی نے لیبر ریفارم میں مزدوروں کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔ مزدوروں کے بچوں کو تعلیم کی سہولت دی ہے۔ معزز رکن کو شاید یہ پتہ نہ ہو کہ ہر صنعت کی انتظامیہ کو میٹرک تک مزدور کا ایک بچہ تعلیم دلانا ہوتا ہے اور مزدور کو بچوں کی تعلیم کیلئے ایک سو روپے سالانہ فی مزدور بچوں کی تعلیم کے لئے دینے ہوتے ہیں۔ میٹرک تک ہمارے صوبہ کی حکومت

نے ہی تعلیم مفت کر دی ہے مگر پھر بھی ذمہ داری تو عائد ہوتی ہے ۔

یہ تو تھیں تعلیم کے متعلق صنعت کاروں کی ذمہ داریاں ۔ اور اگر آپ چاہیں تو ہمیں ان چیزوں کا ثبوت بھی پیش کر سکتا ہوں ۔ اور اگر صرف یہ کہا جائے کہ مائن اونرکیوں امیر ہیں ۔ اور سیب کے مالکان کیوں امیر ہیں وہ بڑی کاروں میں کیوں پھرتے ہیں تو اسکا علاج نہیں ہے ۔

مسٹر محمود خان اچکزئی ۔ جناب یہ یہاں سیب کا ذکر کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب یہ میری تقریر میں مداخلت کر رہے ہیں ۔

مسٹر اسپیکر ۔ آپ آپس میں بول رہے ہیں میں کیا سن سکوں گا ۔

مسٹر محمود خان اچکزئی ۔ جناب کوئلہ کی کانوں کا ذکر تھا اور یہ سب کی بات کر رہے ہیں ۔

مسٹر اسپیکر ۔ وہ سیب کے باغ کا اسلئے ذکر کر رہے ہیں وہ اسے بھی کمانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں ۔

مسٹر محمود خان اچکزئی ۔ جناب کان کا سیب سے کیا تعلق ہے یہ علیحدہ قرارداد پیش کر دیں ۔

مسٹر اسپیکر ۔ کان کی بات سیب کے باغ سے اسلئے متعلق ہے کہ وہ اسے بھی کمانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں ۔ محمود خان آپ کو سیب سے چڑ تو نہیں ہے آپ انہیں بات کرنے دیں ۔ پراچہ صاحب آپ بات کریں ۔ اسے مختصر کریں ۔ کونسا مسودہ قانون کوئلہ کی کانوں کے خلاف آیا ہے یہ تو ایک سفارش کی

حیثیت رکھتی ہے آپ مختصر بات کریں ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا یہ بھی ایک غلط فہمی ہے کہ بلوچستان کا صوبہ کانوں سے مالا مال ہے یہ غلط فہمی ہمیں مہنگی پڑ رہی ہے ۔ بین الاقوامی معیار کے مطابق صوبہ میں کوئی وسائل موجود نہیں ہے ۔ سوائے سوئی گیس کے ۔ اسکے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو بین الاقوامی معیار کے برابر ہو ۔ یہ غلط فہمی ہمارے صوبے کے لوگوں کو دور کر دینی چاہیئے ۔ کہ ہم اور کتنی دیر تک اس غلط فہمی کا شکار رہیں گے ۔ البتہ کا پر ڈیپازٹ ہے جس سے ہمیں بڑی امیدیں وابسطہ ہیں ۔ اس وقت ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کس معیار کا ہے اور کیا یہ بھی بین الاقوامی معیار پہ گنا جا سکتا ہے یا نہیں ۔ ایک سال کے بعد کروڑوں روپے خرچ کرنے کے بعد اسکا پتہ چل سکے گا ۔ مگر ہمیں امید ہے اور اگر کل صوبہ میں تیل نکل آئے تو ہم یہ کہہ سکیں گے کہ ہمارا صوبہ بلوچستان مالا مال ہے ۔ مگر اس وقت تو تیل نہیں نکلا ۔ اور یہ کہنا کہ ہم بڑے مالا مال ہیں قدرتی چیزوں سے یہ غلط فہمی ہے اسے دور کرنا چاہیئے ۔ اور اگر سارے ملک کی صنعتوں کو نیشنلائز کیا جا رہا ہے تو ٹھیک ہے کوئٹہ کے کانوں کو قومیا لیا جائے ۔

جناب عالی ا کروڑوں سال تک یہ خفیہ پڑے رہے ۔ اور جب لوگوں نے ان پر سرمایہ کاری کی ، محنت کی ، کوشش کی اور رسک لیا اور کامیاب ہوگئے تو پھر اب یہ کہنا کہ چونکہ یہ ایک بڑا ذریعہ آمدن ہے اسے قومیا لیا جائے یہ غلط ہے میں اسکی مخالفت کرتا ہوں ۔ نیز یہ تو ایک وفاقی معاملے اور یہ مرکز کا معاملہ ہے اس پر کسی قسم کارروائی وفاقی حکومت ہی کر سکتی ہے وہ اسکے متعلق سوچ سکتی ہے کہ اسے قومیا لیا جائے یا قومی ملکیت میں نہیں لیا جائے ۔ جام صاحب اسکے متعلقہ وزیر ہیں وہ اس پر اپنے خیالات کا اظہار پوری طرح سے فرمائیں گے ۔ میں اپنے ان خیالات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

وزیر خزانہ ۔ (سردار غوث بخش رئیسانی) جناب اسپیکر صاحب ! اس تحریک کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے اسلیئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرا فرض ہوگا کہ میں یہ کچھ کہوں ۔ اس تحریک کے حق میں اور مخالفت دونوں پہ کافی دلائل پیش کیئے گئے ہیں گرما گرم بحث ہوئی ۔ میں اپنے دوستوں سے یہ عرض کرونگا کہ وہ

صبر سے کام لیں اور مجھے صبر و تحمل سے سننے کی کوشش کریں مجھے امید ہے کہ انہیں زیادہ لطف آئے گا۔ میرے دوست نے جو قرارداد پیش کی ہے انکا بڑا مقصد یہ ہے کہ زمین سے جو کچھ کمایا جا رہا ہے اس میں سے جتنا ملنا چاہیئے اتنا انہیں نہیں مل رہا ہے۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ یہی وہ چیز ہے جس سے ہمارے صوبے کی آمدنی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ میں اس بات کے حق میں ہوں کہ عوام کو جتنا حق ان کانوں سے ملنا چاہیئے وہ انہیں نہیں مل رہا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حق انہیں کانوں کو قومی ملکیت میں لینے سے ملے گا یا اس کے لئے کوئی اور طریقہ کار اپنانے کی ضرورت ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اس سلسلہ میں غور کریں، جیسا کہ ہمارے دوست براہو صاحب نے کہا پی آئی ڈی سی چل رہی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ فائدہ میں چل رہی ہے یا خسارہ میں۔ کیا اس کی آمدنی سے یہاں کے عوام کو اس کے صوبے اور اس ملک کو کوئی فائدہ حاصل ہوا ہے یا نہیں۔ اس پہ ہم جائزہ لیں گے۔ اس طرح جو مائننگ ڈیویلپمنٹ کارپوریشن بنا ہے وہ بھی اس پہ غور کریگا اور شاید بلوچستان ڈیویلپمنٹ اتھارٹی بھی مائننگ پروگرام میں حصہ لے۔ جناب والا! مائنز پر تو کنٹرول حاصل ہے۔ البتہ ماربل میں جو کچھ ملنا چاہیئے۔ اتنا نہیں مل رہا ہے۔ یعنی عوام کو ایک فیصد حصہ بھی نہیں مل رہا ہے۔ ہم سنتے ہیں کہ ایک ٹکڑا ماربل کا اٹلی میں پتہ نہیں کتنے ہزار روپیہ کا بکتا ہے اور جیسا کہ میرے دوستوں نے کہا۔ ہمارے دوست اٹلی میں جا کر یہ پیسے ضائع کرتے ہیں۔ میں عوام کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ عوام کے حصہ کو کس طرح ان لوگوں سے لیں۔ جو عوام صحیح حق دینے کو تیار نہیں۔ میں نے متعلقہ حکام سے بھی اس بارے میں غور کرنے کے لئے کہا ہے۔ باقی رہا کوئلہ اسکی قیمت ایک دو سال میں کافی بڑھ گئی ہے اور اسکی طلب بھی کافی بڑھ گئی ہے اس سے جو انہیں منافع ہو رہا ہے انکی قیمت زیادہ ہے اس پر بھی توجہ دی جائے گی۔ اس سے بھی ہم اپنے غریب عوام کے لئے کافی آمدنی حاصل کر سکتے۔ اس سلسلے میں میں اپنے دوست سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہمیں موقع دیں کہ اس صوبے میں کون سی کانیں قومی ملکیت میں لیں اور کون سی نہ لیں۔ ان سے زیادہ سے زیادہ ٹیکس حاصل کریں تاکہ عوام کو انکا حق بھی مل سکے اور کول مائنز بھی صحیح طریقہ سے چل سکیں۔

<u>وزیر منصوبہ بندی و ترقیات و آبپاشی</u>۔ (مولوی صالح محمد) جناب اسپیکر! میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔ یہ اسلامی اصول کے بالکل خلاف ہے۔ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے

عوام کو فائدہ ہو یا صوبے کو کوئی فائدہ ہو بہر حال وہ اس سے آمدنی حاصل کرنے کے لئے زیادہ ٹیکس لگا سکتے ہیں۔ جیسا کہ میرے ساتھی مولوی حسن صاحب نے کہا ہے۔ اس کی آمدنی میں سے پانچ حصہ جو حکومت کو ملتا ہے اسکے علاوہ باقی جتنی آمدنی ہوتی ہے وہ مالک کا حق ہے۔ اسکا قومی ملکیت میں لینا بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں کسی کی روزی زیادہ کرتا ہوں اور کسی کی روزی کم یہ چیزیں اللہ کی طرف سے ہیں اور یہ ہمارا دین اسلام ہے۔ کوئی ایسا اصول جو اسلامی قوانین سے متصادم ہوتا ہو پاکستان میں نہیں ہونا چاہیئے۔ مرکزی حکومت نے جو چیزیں قومی ملکیت میں لی ہیں اُس سے عوام کو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوا۔ اَب گھی کو دیکھیں قومی ملکیت میں لینے سے پہلے ۵۰-۴ روپے سیر تھا۔ قومی ملکیت میں لینے کے بعد ۵۰-۷ روپے ہو گیا ہے۔ اگر ہم نے کانیں بھی قومی ملکیت میں لے لیں تو اَب جو بوری ۱۰ روپے ملتی ہے آئندہ ۱۰۰ روپے بوری ملے گی۔ میرے خیال میں دو سال میں جو قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ اسلئے لوگوں کی نظر بھی اس پر ہے۔ مزدور بھی سوچتا ہے کہ اسکے کام کا اسکو پورا معاوضہ ملنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کے انسان پیدا کئے ہیں تو اس میں ہر طرح کے انسان ہوں گے۔ بادشاہ سے لیکر مزدور تک۔ اسلئے مزدور کو مزدوری کرنا پڑتی ہے۔ اب اگر ہم یہ کہیں کہ ہم میں مزدور نہ ہو سب مالک ہوں یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ وہ مزدور نہ ہو مالک ہو، یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو روزی زیادہ دیتا ہے کسی کو کم۔ ہمارے وزیر صاحب نے فرمایا کہ ہم اس پر ضرور غور کریں گے اگر اس سے قوم کو صوبے کو کوئی فائدہ ہے تو ان کانوں کو ضرور قومی ملکیت میں لے لیں۔ میں یہ کہونگا کہ ان چیزوں کو جو ملک سے باہر جاتی ہے۔ جیسے ماربل ہے کرومائیٹ ہے اگر اسے قومی ملکیت میں لے لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ملک کے لئے زرمبادلہ حاصل ہوگا اور کرنسی محفوظ ہوگی۔ لیکن کوئلہ سے تو فائدہ ہمارے عوام کو ہوتا ہے اور یہ ملک میں ہی رہتا ہے لیکن ماربل ملک سے باہر جاتا ہے۔ اور اس سے جو کرنسی حاصل ہوتی ہے وہ بھی ملک کے لئے محفوظ نہیں ہوتی ہے اسلئے میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں اور حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ ماربل کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے۔ ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

مس فضیلہ عالیانی۔ جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب اس کو ختم کریں گے یا وضاحت۔

مسٹر اسپیکر - آپ اس پر کچھ بولنا چاہتی ہیں ۔

مس فضیلہ عالیانی - جناب والا ! جیسے کہ ہمارے مجاہد دوستوں نے حزب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھ کر یہ کہا کہ یہ ہماری پارٹی کا منشور رہے تو میں یہ بھی انہیں بتانا چاہتی ہوں کہ میں بھی ایسی پارٹی سے تعلق رکھتی ہوں کہ جس کے منشور میں یہ بات ہے کہ انڈسٹریز کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے لیکن جناب والا مجھے پارٹی سے بے حد محبت ہے مجھے پارٹی پسند ہے اگر مجھے پارٹی عزیز نہ ہوتی تو آج تک میں پارٹی کی وفادار نہ ہوتی لیکن مجھے پارٹی سے بھی زیادہ عوام کی مشکلات عزیز ہیں۔ ان کے جو فائدے اور نقصانات ہیں انکا احساس ہے اسلئے حالانکہ میں ایسی پارٹی سے تعلق رکھتی ہوں جسکا منشور ہے کہ انڈسٹریز کو قومی ملکیت میں لیا جائے لیکن میں اس قرارداد کی مخالفت کرتی ہوں۔ (تالیاں)

جناب والا ! حزب اقتدار کے ارکان اور جناب جام صاحب ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ میں اختلاف برائے اختلاف کے تحت مخالفت کرتی ہوں لیکن میں آج بلوچستان کے عوام کے سامنے ان حقائق کو لانا چاہتی ہوں جس سے بلوچستان کے عوام آگاہ ہوجائیں اور مجھے علم ہے کہ حزب اقتدار کے اراکین ان حقائق کو سامنے لاتے ہوئے گھبراتے ہیں ۔

قائد ایوان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - معزز ممبر بار بار حقائق کو سامنے لانا چاہتی ہیں بڑی دلچسپ نظر آرہی ہیں ممکن ہے وہ امن و امان پر گفتگو کرنا چاہتی ہیں تو اس کے لئے ایک سپیشل دن مقرر کیا جائے ۔

مسٹر اسپیکر - یہ کیسا پوائنٹ آف آرڈر ہے - وہ بول رہی ہیں وہ واضح طور پر کہہ رہی ہیں کہ میں اس قرارداد کی مخالفت کر رہی ہوں ۔

مس فضیلہ عالیانی - جناب والا ! بظاہر یہ قرارداد بہت مفید ہے۔ صوبے میں کانوں کو

قومی ملکیت میں لیا جائے تاکہ صوبے کی معیشت کو ترقی دی جا سکے۔ لیکن اس سے قبل کہ یہ ساری کانیں قومی ملکیت میں لی جائیں یہ ضروری ہے کہ ہم ان انڈسٹریز کا مطالعہ کریں جو قومی ملکیت میں ہیں۔ قومی ملکیت میں آنے سے پہلے انکا کیا حال تھا اور قومی ملکیت میں آنے کے بعد انکی کارکردگی کیا ہے۔

جناب والا! میں گھی اور چینی کے متعلق عرض کرنا چاہتی ہوں۔ جناب والا کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہے گھی کو قومی ملکیت میں لیا گیا۔ اور حشر یہ ہے کہ جہاں ہمارے ساتھی کہتے ہیں کہ فلاں مزدور اور فلاں غریب۔ وہاں انکو یہ احساس بھی ہونا چاہئے کہ وہی مزدور دس روپے سیر گھی خریدتے ہیں وہ صرف جناب والا صرف شہرت حاصل کرنے کے لئے ایسی قرارداد لاتے ہیں۔ گھی کا پہلے کنٹرول نرخ چھ روپے سیر تھا اب انکو گھی نہیں ملتا اور ہمارے بلوچستان کے عوام اتنے امیر نہیں اس سے انکو معیشت اثر انداز نہیں بلکہ تباہ ہو چکی ہے۔ راشن ڈپوؤں پر گھی نہیں ملتا۔ جبکہ یہ گورنمنٹ کی کنٹرول میں ہے۔ اور آپ کو سڑکوں پر چوکوں پر بلیک میں جہاں بھی جائیں آپکو گھی دس روپے سیر گھی ملتا ہے۔ کیا اس سے ہمارے بلوچستان کے عوام یا پورے پاکستان کے عوام اس چیز سے اثر انداز نہیں ہوئے ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتی ہوں اس سے پہلے کہ کسی انڈسٹریز کو قومی ملکیت میں لیا جائے ہمارے حکمران اپنی کارکردگی کو بہتر بنائیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ بلوچستان کی معیشت کو ترقی دی جائے تو جناب والا کان مالکان پر ٹیکس وغیرہ جو ہیں وہ بڑھا دیئے جائیں۔ مجھے بخوبی علم ہے کہ ہمارا جو کوئلہ باہر کے صوبوں میں جاتا ہے اور جن نرخوں میں یہ باہر جاتا ہے اس سے زائد نرخوں کے باوجود بھی ان صوبوں میں کوئلہ پوری طرح سپلائی نہیں کیا جاتا۔ اگر حکومت اس نرخ پہ نظرثانی کرا اور نظرثانی شدہ آمدنی جو ہو اسے اپنی تحویل میں لے لے تو یقیناً بلوچستان کی معیشت میں اضافہ ہوگا اور بلوچستان کی معیشت ترقی کر سکے گی۔ جناب والا وہ فرم بھی دلچسپی سے کام کرے گی۔ جنکا اس پر کروڑوں روپے خرچ ہے اسی کے ساتھ بلوچستان میں تجربہ کار جو لوگ ہیں ہم ان سے بھی محروم نہیں ہونا چاہیئے۔ اس سے قبل نیپ کی حکومت کا بھی یہ ارادہ تھا کہ ملکیتوں کو ختم کیا جائے۔ اگر یہ اسی وقت کیا جاتا تو یقیناً نیپ اس میں کامیاب ہو جاتی کیونکہ وہ اور وقت تھا جبکہ آپکی موجودہ کا یہ حال ہے جو چیزیں قومی ملکیت میں لی گئی ہیں انکو صحیح طریقے سے نہیں چلا سکی تو کوئلے کی کانوں کو قومی ملکیت میں لینے کا کیا فائدہ ہوگا۔ ادھر تو یہ حال ہے کہ بنکوں کو قومی ملکیت میں لیا گیا اور حکومت اسکی حفاظت نہیں کر سکی اور ڈاکو اسی ہزار روپے کی کرنسی اٹھا کر بھاگ گئے سمجھ نہیں آتی

کہ یہ کیا وجوہات ہیں حکومت کو اپنی کارکردگی میں تبدیلی لانی چاہیئے۔

مسٹر اسپیکر۔ تقریر کو کچھ مختصر کریں وقت کافی گزر گیا ہے۔

مس فضیلہ عالیانی۔ جناب والا۔ اور یوں یہ مقابلہ ختم ہونے کی صورت میں اجارہ داری قائم ہونے کا خطرہ ہے جس سے کوئی بھی انڈسٹری اثرانداز ہوسکتی ہے۔ جناب والا مجھے مجبورًا یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ صرف اسلئے کیا جارہا ہے کہ ایک پارٹی کی حکومت قائم کرنے کی تیاری کی جارہی ہے کہ جب یہ چیزیں قومی ملکیت میں لی جائیں تو ان لوگوں کو نوکریوں میں لایا جائے جو حکومت کی حامی اور یہاں نیپ کے حامیوں کے ساتھ یہ حشر ہو رہا ہے جیسے ابھی میں نے لونشکی کے بارے میں عرض کیا ہے۔ تو جناب والا جہاں تک صوبے کی معیشت کا تعلق ہے اس کے کئی اور بھی طریقے ہیں جن سے معیشت بہتر کی جاسکتی ہے بلکہ حکومت کو چاہیئے کہ پہلے جو چیزیں قومی ملکیت میں لائی جاچکی ہیں انکو اپنے قابو میں لائے تاکہ عوام کو فائدہ ہو ساتھ ہی ساتھ حکومت کو معقول فائدہ ہو۔

جناب والا! اس سلسلے میں حکومت بلوچستان کی جانب سے پہلے بھی یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ بلوچستان کے ہر شعبے کو تحفظ دیا جائیگا۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے چیرمین کا بھی یہ کہنا ہے کہ جہاں تک بھی چیزیں قومی ملکیت میں ہوئی ہیں اب کوئی شعبہ قومی ملکیت میں نہیں لیا جائیگا۔ لہٰذا میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ کانوں کو قومی ملکیت میں لینے سے پہلے حکومت خود کو اس قابل بنائے کہ جو چیزیں قومی ملکیت میں لی جاچکی ہیں انکی کارکردگی کو بہتر بنایا جاسکے۔

میر صابر علی بلوچ۔ پوائینٹ آف آرڈر۔ جناب والا ایک پارٹی کی حکومت قائم کرنے کی بات ہو رہی ہے جبکہ ہمارے وزراء صاحبان نے بھی اسکی مخالفت کی ہے تو یہ کیسے ایک پارٹی کی حکومت ہوسکتی ہے۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی۔ جناب والا! اس قرارداد پر دونوں طرف سے باتیں

ہوئی میں کچھ سمجھا اور کچھ نہ سمجھ سکا میں اسکی مخالفت کرتا ہوں کیونکہ ہمارے دو علماء دین نے اس کے فتویٰ بھی دے دیا ہے اس لئے میں اس قرار داد کی مخالفت کرتا ہوں ۔ (قہقہہ)

مسٹر اسپیکر۔ گیلری سے قہقہہ کے آواز نہیں آنی چاہیئے ورنہ میں گیلری خالی کرادونگا۔

قائد ایوان۔ یہ قرارداد جو اس ایوان کے زیر غور ہے میں متعلقہ وزیر کی حیثیت سے اس پہ بحث کرنا فرض سمجھتا ہوں اور مجھے خوشی ہے کہ محترمہ نے بھی اپوزیشن کا رکن ہوتے ہوئے ایک ملکی کی حیثیت سے صحیح باتیں کی ہیں۔ اور جہاں تک یہ کہا گیا ہے کہ نیپ کی حکومت اگر نیشنلائیز کرلیتی تو آج یہ حالت نہ ہوتی انہوں نے اس سلسلہ میں نیپ کی حکومت کا حوالہ دیا۔

مس فضیلہ عالیانی۔ جناب والا میں پھر وضاحت کردوں کہ موجودہ حکومت کی کارکردگی یہ ہے کہ کوئی کام کرتی ہے اسے پورا نہیں کرتی اور آج تک کوئی کارکردگی نہیں دیکھی ۔

قائد ایوان۔ جناب والا میں ضروری سمجھتا ہوں کہ نیپ کی کارکردگی کا بھی اس معزز ایوان کے سامنے ذکر کردوں۔

مسٹر اسپیکر۔ کیا حاجی صاحب یہ کوئی امن امان کے بارے میں بحث ہو رہی ہے آپ غیر متعلقہ باتیں نہ کریں اس قرار داد کے تعلق اسکے حق میں یا اسکے مخالفت میں بولیں ۔ اور اپنی تقریر مختصر کریں۔

قائد ایوان۔ جناب والا ! نیپ نے اپنی دور حکومت کے دوران کئی صنعتوں کے لائسنس کینسل کئے اور نیشنلائیز۔ . . . . . .

مس فضیلہ عالیانی۔ جناب یہ غیر متعلقہ تقریر فرما رہے ہیں ۔ اگر چاہتے ہیں کہ امن امان کے بارے میں بحث ہو تو ایک دن مقرر فرمالیں ۔

مسٹر اسپیکر۔ یہ تو پتہ ہے کہ آپ نے ایک دوسرے کا چیلنج قبول کیا ہوا ہے مگر اسوقت جام صاحب قرارداد کے متعلق بات کریں۔

قائد ایوان۔ جہاں تک صنعتوں کو قومی ملکیت میں لینے کا تعلق ہے اس معزز ایوان کے ہر رکن کو معلوم ہے کہ جب پیپلز پارٹی برسراقتدار آئی اور قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے محسوس کیا کہ صنعتوں کو قومی ملکیت میں لیا جائے ۔ جس سے کہ ملک میں معاشی طور پر فائدہ پہنچ سکتا ہو اور عوام کے فائدے کے لئے ہو تو بہت سی صنعتوں کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا اور ہمارے معزز رکن کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئیے جب اسقدر بڑی صنعتوں کو قومی ملکیت میں لے لیا گیا ہے ۔ اور اتنی بڑی تبدیلی لائی گئی ہے تو جب مرکزی حکومت یہ محسوس کریگی کہ کوئلہ کی صنعتوں کو قومی ملکیت میں لانے سے بلوچستان کو معاشی طور پر اسکے عوام کو فائدہ پہنچ سکتا ہے تو اسے بھی قومی تحویل میں لایا جا سکتا ہے اس پر غور کیا اور جائزہ لیا گیا مگر طے یہ ہوا کہ فی الحال اسے قومی ملکیت میں نہ لینا چاہیئے ۔لیکن اسکی میں مزید وضاحت کر دوں اس سلسلہ میں ایک فارمر ریزولیشن ہے اگر اجازت ہو تو میں پیش کر دوں ۔

مسٹر اسپیکر۔ فارمر ریزولیشن کس لئے ۔

قائد ایوان۔ اس سلسلہ میں ۔

مسٹر اسپیکر۔ جام صاحب یہ ایک قرارداد ہے آپ اس پر بولیں ۔ اور اپنی تقریر اس پر ختم کریں۔

قائدِ ایوان۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے اور ایسی کوئی چیز نہیں رہ گئی جس کی میں مزید وضاحت کروں۔

ہم اس صنعت کا پوری طرح سے جائزہ لیں گے۔ دیکھیں گے کوئلے اور دیگر کانیں مثلاً ماربل وغیرہ ہیں۔ ان سب کے لئے ایک کمیٹی مقرر کریں گے۔ اور ان تمام چیزوں کا پوری طرح سے جائزہ لے گی اور بعد میں کوئی فیصلہ کیا جا سکے گا۔ میں سمجھتا ہوں اس کے بعد معزز ممبر زیادہ بحث کے لئے اصرار نہیں کریں گے۔

مسٹر اسپیکر۔ جام صاحب یہ کوئی تحریک التوا نہیں ہے یہ ایک قرارداد ہے اس پہ بولیں۔

قائدِ ایوان۔ جناب میں قرارداد کی مکمل وضاحت کر دی ہے اور اپنے خیالات کا اظہار کر دیا ہے اور ایسی کوئی بات نہیں رہ گئی جس کا ذکر کروں۔

مسٹر اسپیکر۔ قرارداد یہ ہے کہ:۔

صوبہ بلوچستان کی کمزور معیشت کے پیش نظر یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ صوبہ کی تمام کانوں کو حکومت اپنی تحویل میں لے لے۔

(قرارداد نامنظور کی گئی)

مسٹر اسپیکر۔ قرارداد نمبر ۲ نواب زادہ تیمور شاہ جوگیزئی کی ہے وہ حاضر نہیں اس لئے قرارداد پیش نہیں ہو سکتی۔

قرارداد نمبر ۳ شاہنواز خان شاہلیانی کی ہے وہ بھی موجود نہیں ہیں اس لئے پیش نہیں ہو سکتی۔
آپ اسمبلی کا اجلاس کل ۱۹ جولائی دس بجے صبح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی ۲۵/۱۱ بجے ۱۹ جولائی ۱۹۷۴ء بروز جمعہ دس بجے صبح تک کیلئے ملتوی ہو گئی)